الہیات کے جواب میں

گارڈن ایچ۔ کلارک

ایڈیٹر کی جانب سے نوٹ:ٹرینٹی فاونڈیشن ڈاکٹر گارڈن کلارک کی 1984 کی کتاب الہیات کے جواب میں کو دوبارہ شائع کر چکی ہے۔ یہ جہاز کی لدائی کے ساتھ دی فاؤنڈیشن کی طرف سے 9.95 ڈالر میں دستیاب ہے۔ ہم باب نمبر 4 کے علاوہ تثلیثی نظر ثانی کے ایشو"نیو آرتھوڈکسی" کو بھی اس میں الہیات کے جواب میں کو مثال کے طور پر شامل کر چکے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ اِس کتاب کو خریدیں گے اور اِس کا مطالعہ کریں گے۔

فہرست

پیش لفظ

1۔تین گروہ

2۔بے دین

3۔غیر دلچسپ

4۔نیو آتھوڈکسی

5۔منطق

6۔چوتھا گروہ

کلام کی دلیل

انڈیکس

4۔نیو آرتھوڈکسی

تیسرا گروہ، نیو آرتھوڈکسی ماہر الہیات اور پاسٹرز، بالخصوص امریکہ اور بیرونِ ممالک میں کلیسیاؤں کو مغلوب کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہم عصر مذہب کی طرف سے بات کرتے ہیں، کیونکہ وہ کلیسیا میں ہونے کی بجائے باہر ہیں، بہت سے سچے مسیحی بے دین علم مزاج کی بجائے اُن کے ساتھ رابطہ رکھیں گے۔ استعاراتی طور پر، عیب دار بلکہ چالاکی کے ساتھ بھیس بدلنے کا خاہ اِس بناوٹی بل کا مرکز ہے۔

نیو آتھوڈکس الہیات، یا بلکہ نیو آرتھوڈکس الہیات کی کی، جس کی ابتداء 1950 میں کیر کگارڈ نے کی، اور 1900 سے ذرا پہلے مارٹن کھیلر، اور بیسویں صدی میں مارٹن ربر کی جانب سے ذہانت کے ساتھ مددگار ثابت ہوئی، جسے وسیع طور پر یہاں قبول نہ کیا گیا جب تک کہ کارل بارتھس کی تحریریں پہلی جنگِ عظیم کے اختتام تک مشہور نہ ہو گئیں۔

ایک تاریخی سروے میں اِسے تاریخی ضابطے میں ایک موزوں مباحثے کو مرتب کرنا تھا، لیکن اِس پر کام کرنے کا شاید ہی فائدہ ہونا تھا۔ ہم عصر پڑھنے والے عموماً ہم عصر مصنفین کو پڑھتے ہیں جو خفیف طور پر پھٹ جانے والے نظریات، یا اصل مواد سے بالاتر اضافی خلاصے کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اُن کی نظریات اکثر ترغیب دینے والے اور گمراہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اِس لیے، اِن ہم عصر مصنفین کے ساتھ شروع کرنا جائز ہو سکتا ہے اور تجزیاتی کام

سے اُن کی پوشیدہ قیاس آرائیاں کھل کر سامنے آسکتی ہیں۔

تجربے کا مذہب (عقیدہ)

ایک بنیادی حقیقت کو بمشکل چھپایا جاسکتا ہے: نیو آرتھوڈکسی تجربے کا عقیدہ ہے، نا کہ سائنسی غیر مذہب ہونے کا دماغی تجربہ، لیکن بلکہ ایک مذہبی تجربہ ہے۔ یہ شاید بالکل شلیئر ماخر اور ماڈرن ازم کی طرح ہوسکتا ہے، لیکن شلیئر ماخر با اعتماد تھا کہ الہیات کو منطقی طور پر تجربے سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ آج، صاحبِ عقل اور منطق اسے بے دین کے طور پر رد کرتے ہیں، خداوند کو ادراک، منطقی سوچ سے سمجھا نہیں جاسکتا۔

تاریخی داخلے کو ایک طرف رکھتے ہوئے: ہمیں اپنے آپ کو یاد دلانا ہے کہ، رومن ازم، ریفارمیشن الہیات کے ساتھ فرق میں، جیسا کہ دونوں لوتھر اور کیلون میں پایا گیا ہے، یہ علم کائنات کی دلیل کو استعمال نہیں کرتے، نیو آرتھوڈکسی بھی سختی سے اِسے رد کرتی ہے۔ جبکہ فطرتی الہیات خدا کے بارے کچھ جاننے کا اقرار کرتی ہے، یہ نئے خلاف عقل اصرار کرتے ہیں کہ انسان خدا کو بالکل جان نہیں سکتا۔ کیلون اور بارتھ تو ما کے دلائل کو رد کرنے پر متفق ہیں، لیکن وہ متفرق طور پر منطق پر اختلافِ رائے رکھتے ہیں: کیلون کی تعریف کی گئی ہے، یا یہاں تک کہ الزام لگایا گیا ہے، کہ یہ بہت زیادہ منطقی ہے، جبکہ جدید لوگ منطق کو ابلیس کا کام قیاس کرتے ہیں۔

بہر حال، جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے، یہاں نیو آرتھوڈکسی کی حالیہ اشکال اور اس کی ابتدا اور پہلے اصولوں کی طرف بڑھنے میں کچھ درسی فائدہ ہے۔ یہاں تک کہ، بنیادی اصولوں کو اِن ہم عصر مصنفین میں پانا مُشکل نہیں ہے، کیونکہ بارتھ کی پیروی کرتے ہوئے، وہ اصطلاح الہیات کی دوبارہ حد بندی کرتے ہیں۔ وہ مبشرانہ تعریف کو رد کرتے ہیں، لیکن اُن کی زبان کسی طرح بارتھ کی نسبت زیادہ فریب دینے والی ہوسکتی ہے۔ مثال کے طور پر، ایونجلیکل فیتھ میں ہلمٹ تھیلک نے لکھا "الہیات کو کرنا مسیحی سچائی کو پیش کرنا ہے، یا، بہتر یہ کہ اسے اِس کی اصلیت میں ترتیب دینا ہے اور اسے از سرِ نو سمجھنا ہے۔ اِس طرح الہیات بذریعہ فطرت ہے، اور اس میں اِس کی درسی، تاریخی الجھاؤ نہیں ہیں۔ اِس کا بے وقت سچائی یا ماقبل دُنیاوی الہیات کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہے۔" یہ پیراگراف الجھن پیدا کرنے والا ہے۔ اگر یہ الزام تراشی کے لیے تھوڑی سی بھی مدد کرتی ہے کہ نیو آرتھوڈکسی بنیادی طور پر غیر منطقی ہے، یا اِس کا نظریہ کو بہت ناقص طور پر بیان کیا ہے۔ کیا اِس کا یہ مطلب ہے کہ ماہر الہیات، یہاں تک کیلون اور ہوج، بعض اوقات غلطیاں سرزد کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے، ت کیا تھیلک خود رائے کے طور پر دعویٰ کر رہا ہے کہ یہاں بے وقت سچائی بالکل نہیں ہے؟

میری طرح، ایک مصنف کو، الہیات کو نئے طریقے سے سمجھنا ہے۔ یہ بالکل عیاں ہے، کہ کسی چیز کو نئے طریقے سے سمجھنا سطحی ہے، کیونکہ ایسے ہی کائنات عیاں ہے۔ میرا باپ تھوڑی الہیات کو سمجھتا تھا، اور میں اُن سے متاثر ہوا اور اُن کتابوں سے جنہیں میں نے پڑھا، جن میں دوسری حقیقتیں شامل تھیں، لیکن علم ورثہ میں نہیں ملتا، اِس طرح مجھے نئے سرے سے شروع کرنا تھا۔ یہ ایسے نہیں ہے کہ الہیات کا بے وقت سچائی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔" ہر آرتھوڈکس ماہر الہیات کا مقصد بے وقت سچائیوں تک پہنچنا ہے۔ ایسا کرنے سے، وہ غلطیاں کرے گا۔ بہر حال۔ اگر وہ یہ سیکھتا ہے کہ خدا مسیح کی راستبازی کے وسیلہ کچھ لوگوں کو واجب ٹھہراتا ہے، تو وہ بے وقت سچائی کو پکڑ چکا ہے یہاں تک کہ یہ تاریخی بیان کہ مسیح پہلی صدی کے پہلے حصے میں مرا ایک بے وقت سچائی ہے۔ میرا اِسے سیکھنا، درسی الجھاؤ ہے، جیسے تھیلک اسے کہتا ہے، کہ یہ اِسے دُنیاوی، قرابتی، یا مشکوک نہیں بناتا، اور یہ سچائی ہے جسے ہم سیکھتے ہیں۔

میں قائل ہوں کہ تھیلک کا مطلب، درسی سطحوں میں خالی ہونا نہیں ہے۔ اُس کے ذہن میں اِس کا بالکل فرق نظریہ تھا جو کہ الہیات، یا کم از کم مسیحی الہیات ہے۔ وہ لکھتا ہے، "بالغ آدمی کی ذہنی دیانتداری کا حصہ یہ ہے کہ ایمان کے رقبہ میں وہ سچائی کے دعوٰی کو قبول نہیں کرے گا جس کا تصادم سائنسی علم کے ساتھ ہے" (1,66)۔

ایک فوری جواب یہ ہے کہ نام نہاد سائنسی علم نا قابلِ تنسیخ ایجاد کے لیے مستحکم نہیں ہوتا۔ اصل میں فزکس میں کچھ بھی جسے مجھے میرے طالب علمی میں سکھایا گیا وہ اب فزکس کلاسوں میں محفوظ نہیں ہے۔ سائنس عارضی ہے: یہ لگاتار تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ جو میں نے آج سیکھا وہ غالباً صدی کے آخر میں برطرف ہو جائے گا۔ روشنی کے نظریات سائنسی تبدیلی کے جانی پہچانی مثالیں ہیں۔ حرارتی نظریہ اب بھلایا جاچکا ہے۔ نیوٹن کی خلا اور وقت اِس کے کششِ ثقل کے ساتھ نا پید ہو چکا ہے۔ رفتار، جیسے کہ خاکستری مادہ، نہیں ہے جسے اُس نے استعمال کیا۔ جیسے آئن سٹائن نیوٹن میں تبدیل ہو چکا ہے، اِس طرح بعد میں آنے والا ذہین آئن سٹائن کی جگہ لے لے گا جسے وہ خود اچھی طراح جانتا تھا۔ اِسی لیے جھیلک کا ہر الہیاتی سچائی کی آزمائش کرنے کی تجویز آج کی فزکس سے بیوقوفانہ ہے۔ یہ بیوقوفانہ ہونے سے بدتر ہے۔ یہ نظریہ کہ سائنس پیشگی فیصلہ کرسکتی ہے جو خدا غیر مسیحی کے لیے عیاں کرسکتا اور نہیں کرسکتا۔ مزید براں، اُس کے یہ مسیحی جو بے ایمان ہیں کیونکہ موجودہ فزکس کے قوانین کے نگل جانے کی بجائے خدا پر ایمان رکھتے ہیں جو کہ تکبر ہے۔

خلافِ عقل عقیدہ (مذہب)

ایک اور ہم عصر، اُس نے حال ہی میں جیسے کہ 1954 میں اپنی پی ایچ ڈی کو حاصل کیا لینگڈن گلکی ہے، جس کے زمین اور آسمان کے بنانے والے کے لیے موجودہ نیو آرتھوڈکس کے نظریات کی مثالوں سے آراستہ ہیں۔ وہ اِس فرمانی تخلیق کا مذاق اُڑاتا ہے قیاس کردہ ایک بچے کے منہ سے ایک کند ذہن سوال کو رکھتے ہوئے کہ، ''کس دن کروکوڈائل خلق کیے گئے تھے؟'' مان لینے کے طور پر وہ اپنے نظریہ کو بیان کرتا ہے جب وہ کہتا ہے، ''کہ یہ تخلیق بہت سے ذہین مسیحیوں کے لیے ہے، اِس کے ساتھ ساتھ لادین کے لیے، اُن میں سے ابتدائی دیوتاوں کے نظریات کے لیے۔۔۔ جو جدید انسان کے لیے کوئی قدر یا درستگی کو نہیں رکھتے تھے۔'' یہ قیاس کرنا مُشکل ہے کہ گلکی اُن ''بہت سے لوگوں'' میں سے ایک نہیں ہے (جو) وجہ بیان کرتے ہیں۔۔۔ کہ اگر یہاں کوئی چیز ہے جسے جدید انسان۔۔۔ جھگڑے کے بغیر قائم رکھ چکا تھا، یہ پیدائش کے پہلے باب کی تخلیق کہانیاں تھیں جو کہ فرضی تھیں اور کچھ نہیں۔ یہ یقیناً اُس کا اپنا نظریہ تھا، جسے وہ جاری رکھتا ہے، ''کہ ہماری دُنیا کی ابتدائی تاریخ کے بارے اِس خاص سلسلے میں، سائنسی رائے یقیناً درست تھی۔'' وہ غالباً اپنے آپ کو اِس جانچ کے اصول پر لاگو نہیں کرتا کہ ''فلسفے کا پہلا اصول ہم سے ایک انفرادی شخصیت ہونے کے طور پر خدا سے بات کرنے سے دستبردار ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔'' لیکن کسی بھی قیمت پر، ہمیں تخلیق کے اِس نظریہ کو دوبارہ بیان کرنے کی کوشش کرنا ہوگی اِس طرح یہ ایک بے جوڑ اصول نہیں ہے۔۔۔ بلکہ ایک نشان ہے جو انسانی زندگی کے امکانات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔'' یہ ایسے دکھائی دیتا ہے کہ وہ وجودیت اور بھیدوں کو قبول کرتا ہے۔۔۔ (کہ) ہمارے مضمون کو قبضے میں کرنے کے باز پُرس کرتے ہوئے کیونکہ وہ ہمیں پکڑ لیتے ہیں۔ یہ ''سوالات۔۔۔ خاص طور پر مذہبی ہیں۔۔۔ اور اِس کا جواب ثبوت اور دلیل کی اصطلاحات کی بجائے تصدیق اور بھروسہ کے ساتھ دیا گیا ہے۔

گیلکی اپنے نظریات کے لیے کوئی وجہ نہیں دے گا: وہ سادہ طرح اِن کی تصدیق کرتا ہے۔ مجھے شک ہے کہ وہ اِن کی تصدیق کرسکتا ہے، کیونکہ تصدیق مبہم علامات کی بجائے، صاف وصریح زبان کا تقاضا کرتی ہے۔ اُس کی زبان مبہم ہے کیونکہ وہ اِس کی تصدیق کرتا ہے کہ، ''اِن سوالات کے لیے ہمارے جوابات موزونیت کے ساتھ ذہن کو مطمئن کرنے چاہیئیں۔ لیکن۔۔۔ وہ اِن بدلتے تجربات کا مقابلہ کرتے ہیں جو کہ ثبوت اور دلیل سے زیادہ عمیق ہیں۔'' ایسی زبان کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ، پہلے، اِس سے کچھ اندازہ نہیں ہوتا کہ گہرائی یا دلیل کی بلندی کی نسبت تجربات کی گہرائی کتنی ہے۔ پھر، دوسرے، زبان اُلجھاؤ والی ہے کیونکہ یہاں دلیل کے بغیر کوئی درستگی نہیں ہوسکتی، کیونکہ درستگی کا تعلق تمہید پیش کرنے اور نتیجے کو ترتیب دینے کے درمیان ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہ اعتراضات وجودیت کے لیے بہت منطقی ہیں۔

مزید کوئی گلکیی کی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے، مزید گواہی اُس کا غیر منطقی ہونا ہے: ''بہر حال، ماہر لہیات، مکمل ربط اور حتمی فہم کے لیے اس کا تقاضا کرتے ہوئے ہوشیار رکھنے کے لیے موزوں ہے۔۔۔بے ربط اور خلافِ قیاس، شعوری چکر۔۔۔ہمارے تجربات کا کردار دانستہ سوچ پر اثر انداز نہیں ہوتے، بلکہ تخلیقیت کی اصل فطرت پر بھی۔'' مندرجہ بالا یہ کہا گیا تھا کہ گلکیی نے غالباً کسی طرح خدا پر ایمان رکھا، اور یہ کہ اُس نے اپنے آپ سے بات نہیں کی، لیکن اب یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر خدا شخصی مخلوق ہے، تو وہ ایک غیر منطق شخص ہے۔اُس نے اِس طرح دُنیا کو ''پیدا'' کیا۔تخلیقیت کی اصل فطرت بے ترتیب ہے، اور جیسے یہ قیاس کرنا مُشکل ہے کہ عاقل خداوند کو کسی چیز کو لازمی طور پر خلافِ عقل پیدا کرنا چاہیے تھا تو کوئی ایک حیران ہوتا ہے کہ کس قسم کے خدا پر گلکیی ایمان رکھتا ہے۔گلکیی اصرار کرتا ہے، ''مذہبی شخص کے لیے فلسفہ مکمل ربط اور اندھے پن کو ظاہر کرنے کے لیے ذہانت کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔زندگی ی اصل جَبر مطابقت اور تردید کے لیے۔'' (37)۔۔۔گلکیی۔۔۔اپنے اِس موضوع کے ساتھ جاری رکھتا اور کہتا ہے کہ، ''یہ اسی لیے صرف مناسب اور قولِ محالہ ہے، ایک لغوی زبان لے وسیلہ نہیں، جس سے ہم خدا کے ساتھ اپنے پیدا کرنے والے اور خداوند کے طور پر بات کر سکتے ہیں'' (349)۔لیکن اگر پیدا کرنے والا اور خداوند اور خدا مثالی اور خلافِ قیاس اصطلاحات ہیں، جو لغوی معنی کے بغیر ہیں، تو پھر وہ بے وقوفانہ نصاب سے بڑھ کر کچھ نہیں بن سکتے۔ایسی خبط کی ابتدا برنز، براتھ، اور کیرک گارڈ سے ہوتی ہے۔۔۔۔

دُگنی سچائی۔

۔۔۔جیمس ایچ۔کون تین والیمز کو شائع کر چکا ہے، آخری خدا کا ظُلم ہے۔یہ موضوع اشارہ کرتا ہے اور اس کے موضوعات اِسے یقینی بناتے ہیں کہ ''سیاہ الہیات'' اور دوسری الہیات ایک جیسی نہیں ہیں۔اِس کی مشابہت قرونِ وسطیٰ کی دُگنی سچائی کے نظریہ کے ساتھ ہے: فلسفے میں سچ اور الہیات میں اس کے برخلاف جھوٹ کیا ہے، کون کی ''سیاہ الہیات'' دُگنی سچائی سے مشابہت رکھتی ہے، اگر، بلاشبہ، اُسے قبول کرنا تھا کہ یہاں الہیات میں کوئی سچائی موجود ہے۔ کون بائبل میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا ہے، بلکہ اپنے سماج کی خاص شرع میں۔اگر کون با اصول ہے، ایک دولتمند امریکی، ایک بہتر معیار کا شخص جسے ابراہام اور ایوب تھے، تو وہ خدا کی سچائی کو نہیں رکھ سکتا۔غلامی قابلِ الزام اور حق تلفی تھی جواب بھی اقلیتیوں کے خلاف ارتکاب کرتی ہے، لیکن یہ اب بھی کون کے دعویٰ کو مطمئن نہیں کرتا کہ ''کوئی ماہرِ الہیات جو اپنے کام کے مرکز پر سوال کرنے میں ناکام ہو جو انجیل کے جوہر کو نظر انداز کر چکا ہے۔'' خالص مسیحیوں کے لیے انجیل کا مرکز یا جوہر کفارہ ہے، بنیاد تثلیث پر ہے، اور شرعی ذریعہ صرف بائبل ہے۔۔۔۔

نیو آرتھوڈکسی بنیادی طور پر (یہ کہ، مذہبی طور پر) خلافِ عقل ہے۔مزید براں، بہت سے خادم جنہوں نے مکمل طور پر انجیل بشارت کو غائب کر دیا جو اتفاقاً اور متضاد طور پر خلافِ منطق ہیں۔یہ ایسے نہیں کہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے سوال جواب میں غلطیاں کرتے ہیں۔ہم سب غلطیاں کرتے ہیں۔جیسے تھیلیک نے بہت محتاط طور سے نشاندہی کی۔بلکہ نظریہ یہ ہے کہ، یہ لوگ کم از کم اپنے دلائل کے لیے شرعی منطق سے انکار کرتے ہیں۔وہ مثبت اور مزحیہ طور سے گمراہی سے بچاو کرتے ہیں۔

برنز، جو براتھ کی نسبت بہت دلچسپ اور قابلِ مطالعہ انداز میں لکھتا ہے، وہ فردینارڈ اور مارٹن بربر سے قبول کرتا ہے، جنہیں ہم پر ہم خواہ بات چیت کر چکے ہیں، اگرچہ وہ برنز سے پہلے تھے۔دُگنی سچائی کے نظریہ پر۔یہ قرونِ وسطیٰ کا نظریہ نہیں ہے کہ جو فلسفہ میں سچ ہے وہ الہیات میں جھوٹ ہو، لیکن عموماً یہاں یہ سچائی اور وہ سچائی ہے، یا وارہٹ، مقابلہ، کا شخصی شناسائی کسی عام عقلی درجہ بندیوں کے لیے قابلِ اثر نہیں ہے۔بلاشبہ، یہ شخصی سچائی معلومات بالکل نہیں ہے۔اب یہ کسی طرح ایک مضمون کی قسم لگتی ہے، اگرچہ برنز اِسے رکھتا ہے کہ اکثر یہ وجہ کے ساتھ تصادم پیدا کرتی ہے۔غیر وضاحتی طریقے میں یہ ہمیں اطلاع

دیتی ہے کہ ہمیں اِسے قبول نہیں کرنا چاہیے یا اِس موزوں منطقی شکل کو۔ مثال کے طور پر، اگر چہ برنر اپنی تردید کرتے ہوئے ہیگلیچر پر الزام لگاتا ہے، اور اسی لیے رد کیا جانا چاہیے، وہ رومیوں سے منطقی طور پر مقدر کو کم کرنے کے لیے بشارتی ماہرِ الہیات کی سرزنش بھی کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ، انتخاب خلافِ منطق ہے۔ منطقی طور پر، انتخاب خدا کا مفہوم پیش کرتا ہے جو کہ محبت نہیں ہے۔ کوئی ایک دونوں منطق اور پیار کرنے والے خدا کو نہیں رکھ سکتا۔ کیلون منطقی ہے، اور اسی لیے ہمیں کیلون ازم کو ترک کرنا ہے۔ کیلون نے غلطی سے سوچا کہ الہیات کا تعلق "ہمیشگی و زندہ رہٹ" سے ہے۔ کیلون منطقی تھا۔ پولس غیر منطقی تھا۔ اِس لیے یہ اس کی پیروی کرتا ہے ہمیں پولس کی مانند غیر منطقی ہونا چاہیے۔

الٰہی انسانی مقابلہ میں برنر سکھاتا ہے کہ ابتدائی کلیسیا میں مُضر مشرک یونانی کے اثر کا نتیجہ مکاشفہ میں ہے جسے سچائیوں کے ساتھ رابطہ میں دیکھا گیا ہے۔ موضوعاتی تعلق، جو اقوال کو مرتب کرتا ہے، اُسے مذہب سے نکالا گیا ہے۔ الہیاتی سوچ میں لازماً موضوعات اور اعتراضات ہوتے ہیں، لیکن ہمارا تعلق" الہیات کے ساتھ نہیں ہے بلکہ خدا کے کلام کے ساتھ ہے۔" خداوند کسی چیز کے لیے مجھ سے رابطہ نہیں رکھتا (یہ کہ، سچائی) بلکہ اپنے آپ سے رکھتا ہے۔" یہاں تک کہ بہت واضح طور پر، "تمام الفاظ صرف آلاتی قدر رکھتے تھے۔ نا ہی بولے گئے الفاظ نا ہی تصوراتی موضوعات کلام میں، بلکہ صرف اِس کا نظریہ۔" اور آخر کار، "خداوند انسان سے جھوٹی تعلیم کے وسیلہ اپنے کلام سے بات کر سکتا ہے۔۔۔"

مندرجہ ذیل تجزیہ کی تیاری کے لیے ہمیں بارتھ کے کاموں سے صرف دو نقاط کو لینا ہے۔ پہلا کلام میں اُس کا مقام ہے۔۔۔ "ہم بائبل کو کم عزت دیتے ہیں اور اسے خوش آمدید نہیں کہتا، جب ہم براہِ راست اِس کی شناخت کرتے ہیں۔۔ مکاشفہ کے ساتھ۔" یا، آخر کار، "انبیا اور رسول جیسے کہ، اپنی خدمت میں۔۔۔ درحقیقت اپنے بولے اور لکھے ہوئے کلام میں غلطی کے قصوروار تھے۔"

موجودہ مقصد کے لیے دوسرا نقطہ گمراہ کن دلیل کے ذریعہ الہیات قائم کرنے کا طریقہ ہے۔ فیصلہ کُن معاملہ کہ، اگر چہ اُس نے ایک پیچیدہ فقرے کو بیان کیا، جو کہ بہت واضح ہے۔ بلاشبہ، برا تھا اپنے طریقہ کار کے دیگر انداز دیتا ہے، وہ قولِ محال کو گلے لگاتا ہے، خداوند کی طرف مکمل طور پر غیر ہونے کے طور پر حوالہ پیش کرتا ہے، اور انسان کے خدا کی شبیہ ہونے سے انکاری ہے، جیسے کہ 1 کرنتھیوں 9:11 کہتی ہے۔

سائنس یا وسنچافٹ کا معیار بیان کرنے میں، جس میں سے الہیات کو الگ ہونا ہے، اِس میں پہلا دعویٰ خود انکاری سے رہائی پایا ہے۔ منطق سائنس پر لاگو ہوتا ہے، لیکن الہیات پر نہیں۔ وہ لکھتا ہے "کہ تردید سے آزادی پانے کا دعویٰ الہیات سے قابلِ قبول ہے جو صرف محدود تشریح سے ہے، جو سائنسی نظریات سے جو بمشکل قابلِ برداشت ہے، کہ الہیات "تردید" کے اصول میں ناقابلِ علیحدگی کا دعویٰ نہیں کرے گی، جو بہتری کی پابند ہے۔ لیکن وہ قول جن میں یہ اُن کے مٹائے جانے کا دعویٰ کرتا ہے اُن کے یہ قول خدا کے اعمال سے متعلق ہیں، اور اس طرح تردید کا نہ ہونا جو دُنیا سے تردید کو مٹاتا ہے۔"

جبکہ یہ گراں فقرات جرمن الہیات کیلیے بہتر مثالیں ہیں، اُنہیں یقیناً کھول کے رکھنا ہے، "براتھ کہتا ہے کہ تردید سے رہائی، سائنس میں عریاں بہت کم تقاضا کرتا ہے۔ سائنس دیگر ضروریات کی بھی حامل ہے۔ لیکن الہیات بمشکل یک رنگ ہونے کی ضرورت کو قبول کرتی ہے۔ تردید کے قانون پر اِس کی پابندیاں سائنسدانوں کے لیے واضح طور پر قابلِ برداشت ہیں۔ براتھ جو منطق کو دے گا یہ کہ الہیات اِس کا دعویٰ نہیں کرے گی کہ تردید نا قابلِ منتقل ہے۔ یہاں کم از کم بہت کم امکان ہے کہ تردید سے شاید بچا جا سکتا ہے۔ لیکن الہیات اعتراف میں بہتری کی پابند نہیں ہے۔ اگر الہیات خود انکاری سے بچنے کے امکان کا دعویٰ کرتی ہے، یہ دعویٰ "دُنیا سے "تردید کو نہیں مٹاتا (لہذا کوئی ایک اُن کے مٹائے جانے یا اُن کے استحکام کو سمجھ سکتا ہے؟)، اُن کا صرف یہ دعویٰ ہے کہ خدا کسی چیز کو کرنے کے دباؤ نیچے نہیں ہے، وہ تمام پابندیوں سے آزاد ہے (جس میں منطقی پابندیاں شامل ہیں)۔

یہ فقرات، جو مجھے اُمید ہے کہ میں درست طور پر دوبارہ بیان کر چکا ہوں، یہاں تک کہ اگر قوسین سہارا نہیں دے سکتے، یہ براتھ کے لیے عام ہونے کی بجائے وسیع طور پر مراعاتی ہیں۔ اپنی ابتدائی تحریروں میں، مثال کے طور پر، معیادی زوئچن ڈن زیٹن میں، جہاں موضوع کو عام حالت میں اُس کے نظریات کو دیا گیا یہ "الہیات کا بحران" تھا، جسے براتھ نے قولِ محالہ میں عیاں کیا۔ الہیات کو تردید کے ساتھ اُڑا دیا گیا۔ اِس کے بعد وہ قبول کرتا ہے کہ اُس

نے قولِ محالہ کے اصول پر مبالغہ آرائی کی، لیکن ایک ہی وقت میں اصرار کیا کہ یہ اُن کے استعمال کے لیے حد سے زیادہ تھا۔ قولِ محالہ اب بھی الہیات کے لیے ایک ضروری حصہ ہے۔

اِس نظریہ میں الجھاؤ، دونوں منطقی الجھاؤ اور تاریخی نتائج میں، نا قابلِ بیاں طور پر وسیع ہیں۔ قابلِ دید کلیسیا مصنوعی دین دارانہ راز نیت کے وسیلہ بکثرت طور پر وبا بن چکی ہے جو اُن کی چیزوں سے کھیلتے ہیں محتاط سوچ اور خود رائے الہیات اُنہیں پسپا کر چکی ہے۔ مثال کے طور پر، اے۔ ڈبلیو۔ ٹُوزر جو کہ مسیحی اور مشنری الائنس سے ہے، جسے بہت سارے بیرونی عقائد صراحتے ہیں، وہ سامعین کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ کلام کے اصل الفاظ کی طرف کم توجہ دیں، اور، اِس کی بجائے، اور روحانی حقیقت کے لیے اُنہیں زیر کرتے ہیں۔ غالب طور پر ٹُوزر بارتھ سے متاثر نہیں ہوا تھا، بلکہ بارتھ بہت ساروں سے متاثر ہوا تھا جو شخصی طور پر منطقی سوچ کی طرف راغب نہیں ہوئے تھے۔۔۔۔

بارتھ کا مقام

وہ کہتا ہے کہ خدا کے بارے مسیحی زبان کے مناسب موضوع کو، انسانی طور سے جاننا چاہیے۔ یہ مسیح کے لیے تصدیق ہے کہ نہ تو ظاہری نہ ہی مُشکلات سے آزاد ہے۔ تکبر پسند اِس کی پیائش کرتے ہیں جس میں اِس کی پیائش انسانی تصرف کے عمل کے ساتھ کی جاتی ہے۔ یہ عمل تصرف کی درستگی کی ضمانت نہیں دیتا۔ خود رائے رکھنے والے اِسی لئے اِس علم کو حاصل نہیں کرتے، جسے الٰہی نعمت کے لیے رابطہ رکھنا ہے۔ خود رائے میں نتائج نا قابلِ تبدیل طور پر انسانی کوششوں کے نتائج ہیں۔ برا تھ اب بھی بات کر رہا ہے کہ، یہاں ہمیں قدیم پروٹیسٹنٹ روایت کے خلاف اعتراض میں داخل ہونا ہے۔ خود رائے پسند کا کام پہلے سے پیش کردہ "مکاشفہ کی سچائی" کا خاکہ اُتارنا، دہرانا، یا جاری رکھنا نہیں ہے۔" پھر وہ اضافہ کرتا ہے، "تکبر پسند بائبل کی تعلیم کا خلاصہ کرتے ہوئے، دہراتے ہوئے اور ملاتے ہوئے کبھی سوال نہیں کر سکتے۔ فقرات کا یہ گروہ تھوڑا یا پوری طرح حوالہ دیا گی ہے، جو کچھ نظریات کو اکٹھا کرتا ہے، جو کہ سچ، واضح، اور خفیف ہیں، جو کہ دوسروں کے ساتھ ہی جو کہ اپنے معنی میں ظاہری نہیں ہیں اور یقینی طور پر سچے نہیں ہیں۔ اِن ادنی سی سچائیوں میں سے ایک انسان، انسانی مخلوق ہوتے ہوئے، اُسے خدا کو انسانی طور پر جاننا ہے۔ کیا براتھ کی آنکھیں دوچار کرنے کا امکان یہ کہ ہم خدا کے فرمان کو جان سکتے ہیں؟ ایک دوسرا جملہ واضح سچائی نہیں ہے کیونہ اِس کا مطلب عیاں نہیں ہے۔ جو مسیح کے لیے ہماری زبان کی تردید کرتی ہے۔ کیا اِس موافقت کی مثال یہ ہوگی کہ "مسیح یروشلیم میں پیدا ہوا؟ اگرچہ براتھ جسمانی قیامت پر یقین نہیں رکھتا، میں اِسے لوقا 3:24 اور یوحنا 7:20 کے ساتھ خیال کرتا ہوں جو مسیح کیساتھ موافقت نہیں ہے۔

ایک اور فقرہ، جسے نتیجے کے طور پر بیان کیا گیا ہے، لیکن یقینی طور پر مناسب مفہوم نہیں ہے جس کی پیش روی کی گئی ہے بالفظ بلفظ ہے، "مخلوق جس سے خدا کا عیاں کردہ عمل خود رائے سے آتا ہے اِسی لیے وہ علم نہیں جسے تیزی سے حاصل کیا گیا ہے، جسے الٰہی نعمت کے ساتھ رابطے میں رہنا ہے، بلکہ ایک دوسرے کے لیے قدرے کم بصیرت سے محنت طلب پیش قدمی ہے، ارادہ کرتے ہوئے لیکن بغیر کسی ذریعہ کے پیش قدمی کی ضمانت دیتے ہوئے!"

اِس فقرے کا اختتام یہ صلاح دیتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔۔۔ کہ خود رائے میں کچھ بھی سچ نہیں ہے۔ کسی کو ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں کہ محنت طلب عمل پیشگی ضمانت دینے میں ناکام ہو سکتا ہے۔ بلکہ، ارادتاً صلاح یہ ہے کہ خود رائے محنت کبھی سچائی پر ضرب نہیں لگاتی، اور یہ خیال اچھی طرح براتھ کے عام مقام میں فٹ بیٹھتا ہے۔ لیکن اگر ہم دور اندیشانہ طور پر پرہیز کرتے ہیں اُس سے جس کی صلاح دی گئی ہے اور لکھے گئے اصل فقرے کو قیاس کرتے ہیں، تو کم قصور نکلے گا: یہ عالمگیر سچائی کے طور پر بیان کرتا ہے جو صرف کچھ نمونوں میں سچ ہے۔ ضروری علم "الٰہی نعمت کے لیے رابطے" جو تیزی سے حاصل کرنا ہے"؟ لازماً تمام پُر تکبر "محنت طلب پیشگی ہے"؟ نہ ہی یہ سچ معلوم ہوتا ہے۔ بے شک اینسلم نے خدا کے وجود کے بہتر ثبوت کو پانے کے لیے بہت محنت طلب غور و خوض کیا۔ اب، میں گمان کرتا ہے، بہت کم درجہ سے کہ ایسا میرے ساتھ بھی رونما ہوا کہ ایسا ثبوت ایک تیز روشنی کی مانند اُس پر پھوٹ پڑا۔ لیکن دوسرے معاملات

میں خودرائے کا علم بہت آہستہ آہستہ تعمیر ہوا۔ پس، میں تصدیق کرتا ہوں کہ خودرائے پیشگی اچانک یا آہستہ ہوسکتی ہے۔ ایک مرتبہ پھر، "الہی نعمت" سے علم کی ایک اورمثال کے لیے ابراہام کو لیجیے۔ جب خدا نے ابراہام کو کہا کہ وہ اضحاق کی قُربانی دے، ابراہام کے پاس اِن الفاظ کے مطلب کو سمجھنے کے لیے مزید پریشان کُن گھنٹوں کی ضرورت نہیں تھی۔ بے شک وہ خدا کے مقصد کے ساتھ پریشان ہوا، لیکن اِس کا مطلب بہت تیزی سے آیا۔ اِس معاملے میں براتھ کا بیان لاگو ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے معاملوں میں انبیاء نے پیغامات حاصل کیے جنہیں اُنہوں نے نہ سمجھا، اور تیزی سے علم آنے کی بجائے، "انبیا نے تحقیق اور دریافت شروع کری۔۔۔ کس چیز کی تحقیق کی اور کس انداز سے کی، یسوع کے روح کی، جو اُن میں تھا۔

یہ دلچسپ ہے کہ براتھ کلام کے بیانات سے منطقی کمی کا ذکر نہیں کرتا۔ وہ بہت زیادہ منطق کو چاہنے والا نہیں ہے، وہ قولِ محال کو فوقیت دیتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں، ویسٹ منسٹر کنفیشن کہتا ہے، "خدا کی ساری مرضی، اُن تمام چیزوں کے متعلق اُس کے اپنے جلال، انسان کی نجات، ایمان کے لیے ضروری ہے، اور زندگی کے لیے بھی خواہ سے تاکید کے کلام میں ترتیب دیا گیا ہے یا بہتر یا ضروری نتائج کو کلام سے نکال لیا گیا ہے"۔۔۔ ایک مبشر کے لیے، الہیات بائبل کی عبارات کے "دہرائے جانے کا میل" نہیں ہے، بلکہ اہم کلام کی تعلیمات کا خلاصہ اور منطقی انتظام کرتے ہوئے۔

براتھ اور بڑے مبلغین کے ساتھ بنیادی مشکل یہ ہے جو، اگرچہ باضمیر طور پر نیو آرتھوڈکس نہیں، وہ خدا سے انسان کو جُدا کرتا اور خدا کو "مکمل طور سے کوئی دوسرا" بناتے ہیں، یہ اُن کی منطق سے قطع تعلقی ہے۔ بائبلی قول کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ انسان خدا کی شبیہ پر ہے، وہ غلط نظریات کو اختیار کر چکے ہیں ۔۔۔ اُنہیں جواب دینے دیجیے: کیا دماغی تجربہ اور خدا کے بالکل نہ ہونے کے نتیجہ کے ساتھ شروع کرنے کا انداز رست ہے، یا ہم عصروں اور بے خودی کے ساتھ شروع کرنا اور سمجھ سے بالاتر خدا کے ساتھ نتیجہ اخذ کرنا درست ہے؟ آزاد خیال ماہر الہیات اُلجھن کا شکار نہیں ہوتے ہیں جب اُن کا تجربہ بائبل کی تردید کرنے کی طرف اُن کی راہنمائی کرتا ہے۔۔۔ لیکن بڑے دیندار پھر بھی بائبل کو بُلند مرتبہ دیتے ہیں۔ لیکن بہت بُلند کافی عزت نہیں۔ اُنہیں بھی جواب دینے دیجیے: کیا مسیحیت کا کوئی موضوع، جیسے کہ گناہ کی تعلیمات، کفارہ، اور قیامت حاصل کیے جاسکتے ہیں یا ورنہ کسی اور تجربہ سے اخذ کیے جاتے ہیں؟ کیا اِنہیں منطق کو استعمال کیے بغیر کلام سے حاصل کیا جاسکتا ہے؟ مسیحی کو طریقہ کار کی ضرورت ہے جو اِن تعلیمات تک پہنچتا ہے۔ اِن تمام طریقہ کار کی غیر حاضری کسی چیز پر نہیں پہنچتی۔ یہاں تک کہ ایک سادہ معقول طریقہ ہے۔ دوطریقوں کا نتیجہ دوشاخہ ہے جسے اکٹھا نہیں کیا جاسکتا، دوطریقوں کے ساتھ یہاں فیصلہ لینے کا طریقہ نہیں ہوتا کہ کس طریقہ کو استعمال کیا جائے اور کب۔

یہ الہیات کو سچزوفرینک بناتا ہے۔

یہ ناکوار سچزوفرینیا براتھ اور برنر میں بہت واضح ہے۔ جب یہ اُنہیں خوش کرتا ہے۔۔۔ وہ بائبل سے اشارے لیتے ہیں یا اِن کی پیروی کریں گے، پھر "ایمان" (مجھے نہیں پتہ کہ اُن کی ایمان سے کیا مراد ہے) اُن کے منطق کو روکتا ہے۔ وہ کچھ اقوال کو رد کرتے ہیں اگرچہ وہ اُنہیں بہتر منطق اور ضروری نتائج سے جنہیں وہ قبول کرتے ہیں اُن سے حاصل کرتے ہیں۔ کیسے پھر یہ ماہر الہیات جانتے ہیں جب منطق کو روکنا ہے اور قولِ محال کو قبول کرنا ہے؟ منطق کا کوئی اصول ہمیں منطق سے دستبردار ہونے کا حکم نہیں دیتا۔ کیا "ایمان، ایسا حکم دیتا ہے؟ کیسے؟ کب؟ کن حالات میں؟ اگر برنر رومیوں 9 کے الجھاو کو رد کرنا چاہتا ہے، تو کوئی یوحنا 3:16 کے الجھاو کو رد نہیں کرسکتا؟ یہاں تضاد کے تعارف کے لیے بااصول واجبیت نہیں ہے۔